"اردو ناول میں ہیروئین کے بدلتے تناظر معاشرتی پس منظر میں"

Changing perspectives of Heroines in Urdu Novel in Social background

ڈاکٹر نادیہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، وفاقی جامعہ اردو، کراچی

ڈاکٹر ثمرینہ لیاقت

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، وفاقی جامعہ اردو، کراچی

ڈاکٹر عرفان اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، وفاقی جامعہ اردو، کراچی

Abstract

A novel is a genre of literature that is directly related to life. It reflects the social problems, values, traditions and customs. If we study the novels written from the beginning till 1947, the changing forms of the heroine come before is in this journey of the novels. In the beginning she is a figure of shame and modesty, her beauty and elegance are her jewels. Reformed novels were written keeping in view the educational needs of the time. The heroine of the novels was a role model for social women. Then with time changes took place in the society according to the needs. Then time came when the novel collect topics from the society, means and now social women were providing to be the role models for the heroine of the novel. That is, in the heroine of the novel, she is directly influenced by the society. Her impression is important in the society. Her style shows a new path for social women.

Therefore, the influence of society and the influence of novel in society can be easily seen in the novels written since the establishment of Pakistan. And now at this era when society needs, literature supports it, so literature takes topics from society.

Keywords: Role Models, Society, Heroine, reflection, influence,

Educational needs.

ناول کا تعلق اردو ادب کی ان اصناف سے ہے جنھوں نے ادب برائے زندگی کا نعرہ لگایا ہے۔ یعنی اس صنف نے اپنا مواد اصل زندگی سے اٹھایا ہے اور عام معاشرتی مسائل کو اپنی زینت بنا کر معاشرے کے اصل رنگ اور حقیقت کی عکاسی کی۔

معاشرے سے مراد افراد کا گروہ ہے جس میں رہنے والے افراد باہم ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر آگے بڑھتے ہیں۔ معاشرے کے بنیادی ارکان دو ہیں مرد اور عورت اگرچہ مشرقی ممالک پدرسری معاشرے کو فروغ دیتے ہیں اور مرد اس معاشرے کا سربراہ ہے لیکن ان سب کے باوجود عورت کی اہمیت اور اس کے فرائض و ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ معاشرے کو مہذب، تربیت یافتہ اور ترقی یافتہ بنانے میں عورت کا بڑا عمل دخل رہا ہے۔ عورت ہی معاشرے کے مستقبل اور معمار کی تربیت کے فرائض انجام دیتی ہے۔ جس طرح معاشرے میں ایک بہادر، پرعزم اور رول ماڈل آدمی کو ہیرو کہا جاتا ہے بالکل اسی طرح بلند ہمت اور پرحوصلہ خواتین ہیروئین کے روپ میں ملتی ہیں۔ لفظ ہیروئین دراصل ہیرو کی تانیث ہے۔ جامع انگلش۔ اردو ڈکشنری کے مطابق:

"دیو ناری، آدھی دیوی، اولعزم (عورت)، ملکہ افسانہ قصہ کی ملکہ " 1

اسی طرح فیروز الدین کی مرتب کردہ لغت، فیروز اللغات میں ہیروئین کے مفہوم کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں۔

"ہیرو کی تانیث: دیوناری، بہادر عورت، ملکہ افسانہ وہ عورت جس پر قصے کا دارومدار ہو"2

"Heroine a woman possessing heroic qualities" 3

ان تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہیروئین دراصل ایک پر عزم، باحوصلہ، اعلیٰ اوصاف وافعال کی حامل خاتون ہیں۔ ہیروئین ہمیں عام معاشرے بھی نظر آتی ہیں جب کہ اس کا خاص ادب سے بھی تعلق ہے یعنی کسی ادب پارے کا کلیدی نسوانی کردار ہے جس کے ذریعے معاشرے کی خواتین کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ناول کی ہیروئین بھی معاشرے کی خواتین کی عکاسی کرتی اور ان کی حوصلہ افزائی کرتی نظر آتی ہیں۔ غرض معاشرہ ہو یا ادب وہی عورت ہیروئین کہلانے کی حق دار ہے جس نے کامیابی اپنے نام کی ہو۔

عورت معاشرے کا ایک اہم جز ہے لہٰذا اس کا تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے یہی نظریہ ہمیں اردو کے ابتدائی ناولوں میں ملتا ہے ڈپٹی نذیر احمد کا ناول مراۃ العروس خواتین کی تعلیم و تربیت ہی کو بنیاد بناتا ہے اس ناول میں ڈپٹی نذیر احمد نے دو بہنوں کی کہانی کے ذریعے عورت کے سگھڑاپے اور اعلیٰ تربیت کے نتیجے میں گھر کی خوشیاں، سکون اور خوشحالی کی کہانی بیان کی ہے جب کہ دوسری بہن کو بدسلیقہ اور جہالت کا استعارہ بنا کر پیش کیا۔ اور ان دونوں بہنوں کے زیر اثر چلنے والے گھروں کی کہانی کے ذریعے تعلیم کی اہمیت سمجھائی کہ کس طرح اصغری نے باشعور اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے گھر کے انتظامات اچھے سے سنبھال لیے اور مشکلات میں گھرے گھر کو خوشحالی کی جانب لے آئیں۔ مولوی نذیر اصغری کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔

"اصغری خانم بہت عقلمند اور فہمیدہ اور نیک مزاج تھی چھوٹی سی عمر میں اس نے قرآن شریف کا ترجمہ مسائل کی اردو کتابیں پڑھ لی تھیں۔ لکھنے میں بھی عاجز نہ تھی گھر کا حال اپنے باپ کو ہفتے کے ہفتے لکھ بھیجا کرتی ہر ایک طرح کا کپڑا سی سکتی تھی اور انواع واقسام کے مزیدار کھانے پکانا جانتی تھی"4

ناول بنات النعش اصلاحی سلسلے کی ہی ایک کڑی ہے اس کی ہیروئین حسن آراء ہے جو ابتداء میں انتہائی بگڑی ہوئی تھی اور بعد میں تربیت پا کر خوبیوں کی ملکہ بن گئی۔ اسی طرح ناول ایامیٰ میں نذیر احمد نے آزادی بیگم کی کہانی بیان کرتے ہوئے جو دوسری شادی کے حق کے لیے دبی ہوئی آواز بلند کرتی ہیں اور اپنے خط کے ذریعے معاشرے میں مروج فرسودہ نظام کے خلاف آواز اٹھاتی ہے۔ غرض نذیر احمد کی ہیروئین تعلیم حاصل کرنے کے حق سے آشنا ہے وہ فیصلے جو اس پر عائد کر دیئے گئے وہ رویے جو معاشرے نے اس پر روا رکھے اس میں تبدیلی کی خواہش ہیروئین کے دل میں دبی محسوس ہوتی ہے اگرچہ یہ کوئی بہت بڑی تبدیلی نہیں تھی لیکن ہیروئین ایک رول ماڈل کے طور پر اس بات کو عملی جامہ پہناتے نظر آتی ہے۔ نذیر احمد نے اصلاحی پہلوؤں اور معاشرتی مسائل کو خوبصورتی سے برتا ہے انھوں نے اپنی سماجی بصیرت اور تاریخی شعور کی بناء پر ہی سماجی و معاشرتی مسائل کو اپنے ناولوں میں بیان کیا اور ہیروئین کی زبانی اس کا تدارک بیان کیا۔ احتشام حسین اس پیرائے میں لکھتے ہیں:

"مراۃ العروس، بنات النعش، توبۃ النصوح، فسانہ مبتلاء، ایامٰی اور ابن الوقت ہر ایک میں گہرے سماجی حقائق پیش کیے گئے ہیں۔"5

نذیر کے بعد ناول میں اہم نام الطاف حسین حالی کا آتا ہے مجالس النساء کی ہیروئین اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو تب ہی وہ اپنی اولاد کی اچھی پرورش کر سکتی ہے اور اس کو ایک بلند سوچ دے کر معاشرے کا کامیاب فرد بنا سکتی ہے۔ ناول میں آتو جی کی زبانی تعلیم کی افادیت بیان کرتے ہیں۔

"بچوں کی مائیں اگر اس قابل ہوں کہ اپنے بچوں کو آپ پڑھائیں تو اس ملک کے دن پھر جائیں۔"6

اسی طرح صورت الخیال کی ولایتی بیگم ہوں اصلاح النساء کی رحمت النساء یا صبح زندگی اور شام زندگی نسیمہ بیگم ان کی روایت رہی کہ ان کی پہلی ترجیح حصول تعلیم ہے جس کے ذریعے باسلیقہ انداز سے نہ صرف گھر سنبھالتی ہیں بلکہ مشکل سے مشکل حالات کا بھی خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتی ہیں۔ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتی ہے اور اپنی حدود قیود میں رہتے ہوئے آئندہ کی زندگی کی فکر کرتی ہیں یہ پردے میں رہتے ہوئے خود کو دوسروں سے مقدم بناتی ہیں۔

جوہر مقالات جو کہ صغیر بلگرامی کا ناول ہے اس کی ہیروئین اشرف النساء پہلے موجود ہیروئین سے ایک قدم آگے چڑھتی ہے وہ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ بلند حوصلہ، معاملہ فہم، تنظیمی صلاحیتوں کی مالک ہیں وہ گھرداری اور بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کا کاروبار بھی سنبھالتی ہے۔ یہ ہیروئین دراصل معاشرے کی خواتین کی احساس کمتری ختم کرتی ہیں اور انھیں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ وہ مرد کی طرح ہر کام انجام دے سکتی ہے۔ اور اس مفروضہ کو رد کرتی ہے کہ عورت کم عقل ہے اس میں کچھ کرنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں۔

"صاحب! یہ فرمانا آپ کا ٹھیک ہے مگر ہوش گوش والی عورتیں بھی بہت کچھ کرتی ہیں۔ مرد اور عورت میں فرق کیا ہے؟ خدا نے جتنی قوتیں مرد کو دی ہیں وہی عورتوں کو بھی بخشی ہیں۔"7

فسانہ خورشیدی کی خورشید بیگم اس حوالے سے منفرد ہیں کہ وہ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ دیگر فنون بھی سکھی ہے۔ تصویر کشی کے نمونوں کو نمائش کے لیے بھیجتی ہے جس کو فن مصوری کا بہترین نمونہ قرار دیا جاتا ہے اور نواب گورنر جنرل بہادر نے خورشید بیگم کو کچھ ان الفاظ میں سرایا۔

"مجھ کو زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ یہ نقشہ ایک ہندوستانی لڑکی کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے۔"8

خورشیدی بیگم دراصل معاشرے میں ہونے والی تبدیلی کی علامت ہے جسے معاشرتی اقدار کا شعور ہے صحیح اور غلط کی تمیز رکھتی ہے۔ پردے میں رہتے ہوئے اپنے اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری کرتی ہے۔

یہ تمام ناول اصلاحی طرز کے تھے اس میں ابتدائی اصلاح نظر آتی ہے اور ہیروئین کے پیکر میں خواتین کے لیے مشعل راہ تھیں۔ رتن ناتھ سرشار کا ناول فسانہ آزاد کی حسن آراء بھی اہم مثال ہے۔ اس ناول میں واجد علی شاہ کے آخری دور کی تاریخ ملتی ہے جس میں ایک خوش حال معاشرہ غربت اور ناآسودگی کا شکار ہو چکا تھا جہاں طوائف الملوکی عام تھی جہاں کا ہر مرد تعیش پرستی میں مبتلا تھا جہاں مردوں کی اخلاقی حالات خراب ہو رہی تھی وہیں شرفاء کی خواتین اس سے متاثر ہو رہی تھیں ایسے ماحول میں رہنے والی حسن آراء اپنے شریک حیات کے لے جو خصوصیات بتاتی ہے۔

"حسن تو عورتوں کے لیے زیبا ہے مردوں کو اس سے کیا کام؟ ہاں سخن سنج ہو، سخن ور ہو، خاندان اچھا ہو۔"9

غرض حسن آراء شادی کے لیے جو شرائط لگاتی ہے اس کے لیے اس کا شوہر اعلیٰ صفات کا مالک ہو۔ تاکہ وہ معاشرے کا ایک اچھا فرد ثابت ہو سکے۔ حسن آراء روایت پرست بھی ہے اور جدت پسند بھی اس کی روشن خیالی اس کو توہم پرستی سے آزاد کرتی ہے۔ وہ اپنے مذہب کی اندھی تقلید نہیں کرتی بلکہ مذہب کی روح کو سمجھتی ہے اسے اپنے حقوق و فرائض سے بخوبی آگاہ ہے خاندانی عزت کا بھی خیال ہے وہ مستقبل کے تقاضوں سے اچھی طرح واقف ہے اور آزاد کو بھی اس حوالے سے تیار کرتی ہے۔

تاریخی ناولوں میں ایک اہم نام عبدالحلیم شرر کا بھی ہے شرر کے تمام تاریخی ناولوں میں ہیروئین بہت فعال ہے انھوں نے اپنے ناولوں میں مسلمان عورتوں کا تقابل عیسائی عورتوں سے کروایا اور معاشرتی خواتین کو متحرک کرنے کی کوشش کی اس کے علاوہ ان کی ہیروئین بلند عزم ہیں زندگی کو ایک خاص مقصد کے تحت گزارتی ہیں اور مقصد کے حصول کے لیے اپنی تمام تر کوششوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتی ہیں۔ غرض ناول میں ہیروئین کے پیرائے میں خواتین کو زندگی کی نئی جہتوں سے روشناس کروایا۔ اس حوالے سے شرر لکھتے ہیں!

"اخلاق تعلیم دینے کا سب سے زیادہ دلچسپ طریقہ آج تک دنیا کو معلوم نہیں ہوا اور ساری قوم نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ناول ہی اخلاق کے اصل مصلح ہو سکتے ہیں۔"10

غرض یہ ہیروئین شرر کے عہد کی خواتین کے لیے ایک رول ماڈل تھیں ان کے لیے یہ درس تھا کہ عورت صرف چادر چار دیواری کے لیے نہیں ہے۔ خدا نے انھیں وہ صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ وہ ملکی امور اور جنگی انتظامات تک سنبھال سکتی ہیں۔ اس ضمن میں شرر نے ماضی میں گزری ان خواتین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنی زندگی میں نہایت عالی شان کام سرانجام دیے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہندوستان کی خواتین بھی اپنے اندر ایسا ہی بدلاؤ لائیں اور معاشرتی ترقی کا حصہ بنیں۔

مرزا ہادی رسوا کا ناول جسے اردو کا پہلا مکمل ناول گردانا جاتا ہے "امراؤ جان ادا" ہے اس ناول سے پہلے جو ناول لکھے گئے ان میں معاشرے کے لیے راہ نمائی تھی لیکن یہ نفسیاتی طرز کا پہلا ناول ہے جس میں معاشرے کی عکاسی کی گئی ہے۔ لکھنؤ کی زوال آمادہ معاشرت کی عکاسی کی گئی ہے جہاں اخلاقی قدریں پست ہو رہی تھیں اور طوائف الملوکی معاشرے کا لازمی جز بن گیا تھا۔ طوائفوں کا کوٹھا تربیت گاہ تھا کوئی بھی معاشرتی تہوار اور تقریب طوائف کے بغیر مکمل نہیں تصور کی جاتی ہے۔ ہر معاشرے کے زوال بناوٹ اور ملمع کاری ہی کی علامت تھی جس نے طوائف کو نشاط کی علامت اور لازمی جز بنا دیا تھا۔

اس ناول میں دو طبقات کی عورتوں کا ذکر کیا ہے ایک شریف گھریلو طبقہ اور دوسرا طوائف۔ اس فرق کے زمرے میں دراصل رسوا نے معاشرے کی عورت کی نفسیات کو بیان کیا ہے اس میں خورشید بیگم ایک گھریلو عورت ہے اور اس کو ہمہ وقت اپنے ارد گرد کے لوگوں کے آرام اور سکون کی فکر رہتی ہے اس کی سوچ کا مرکز اس کا گھر ہے جب کہ بازاری عورتوں کی سوچ کو بیان کرنے کے لیے خانم کے کوٹھے کو بیان کیا ہے کہ ایک طوائف اگرچہ عیش و نشاط کی زندگی گزارتی ہے لیکن اس کی سوچ اور نفسیات کے تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں اس کی ہیروئین امراؤ جان ایک شریف خاندان کی امیرن تھی لیکن حالات اسے امراؤ جان بنا دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہمہ وقت عیش و عشرت میں گھری ہوئی ہوتی ہے لیکن اس کے لیے گھر گرہستی والی عورت زیادہ مکرم ہے اگرچہ وہ اپنے فن کی ملکہ تھی لیکن وہ اپنی اس زندگی سے مطمئین نہ تھی اور اپنے پیشے کو برا جانتی تھی۔

"جب رام دلاری یہ باتیں کر رہی تھی تو مجھے اپنی قسمت پر افسوس آ رہا تھا اور دل ہی دل میں کہتی تھی۔ تقدیر ہو تو ایسی ہو۔ ایک میری پھوٹی تقدیر، بکی بھی کہاں، رنڈی کے گھر میں۔"11

رسوا کی ہیروئین کوئی نیک پارسا اور دیندار ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی بلکہ وہ زندگی کے تلخ حقائق کا مشاہدہ کیے ہوئے ہے انھیں ہی بیان کیا ہے امراؤ بازار میں بیٹھ کر زندگی کے اسلوب کا درس دیتی ہے اور اشرافیہ کو چیلنج کرتی ہے اور معاشرے کی شرافت کے دہرے معیار پر طنز کرتی ہے اور ان اصولوں کو چیلنج کرتی ہے جو اشرافیہ ہی کے وضع کردہ ہیں لیکن امراؤ کے سامنے یہ اصول خود ان پر سوالیہ نشان بن گئے ہیں۔

محمدی بیگم جو کہ رسالہ تہذیب نسواں کی ادارت سے وابستہ تھیں بنیادی طور پر وہ عورتوں کے حقوق کی علمبردار ہیں اور ان کے ناول صفیہ بیگم، آج کل، شریف بیٹی میں ہیروئین کی زبانی خواتین کے حقوق اور دوسری شادی کروانے پر زور دیتی ہیں اور خواتین کی معاشی طور پر مستحکم ہونے پر زور دیتی ہے۔

1907ء میں قراۃ العین حیدر نے گوڑ کا لال لکھا اس ناول کا موضوع خواتین ہیں چونکہ عورت معاشرے کا اہم ستون ہیں لہٰذا اس کی اصلاح ہی معاشرے کی اصلاح ہے۔ اس ناول میں مخلوط تعلیم کا تصور پیش کیا گیا ہے اس میں عورت کی اچھی تعلیم کے ساتھ اچھی تربیت کو بھی فروغ دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ کثرت ازواج کے حوالے سے بھی بحث کی ہے کہ ایک سے زائد شادی میں اگر ازواج کے لیے انصاف نہ کرسکنے کا خدشہ ہو تو شادی ایک سے زیادہ نہ کریں اور اس بات کو معتبر بنانے کے لیے قرآن و احادیث کا سہارا لے کر بات کی ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ شادی سے قبل ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکی کے خیالات کو مدنظر رکھا جائے اور ان کا کسی قدر مشترک ہونا ضروری ہے پھر نجف خانم کے کردار کے ذریعے اس بات کو بھی واضح کرنا ضروری سمجھا کہ عورتوں میں کم از کم اتنا اعتماد ضرور ہو کہ وہ صحیح اور غلط کا فیصلہ کرسکے اور کسی تیسرے کی مداخلت سے صرف حالات خراب ہوتے ہیں۔ خواتین کو اپنے گھریلو مسائل کو خود نمٹانا چاہیے۔

بیسویں صدی میں ناول لکھنے والوں میں ایک نام نذر سجاد کا بھی ہے انھوں نے اپنے ناولوں میں اس دور کی افراتفری، انتشار، فرسودہ رسم و رواج، توہمات اور پردے کے نام پر لڑکیوں کو تعلیم سے دور رکھنے جیسے مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ اختر النساء جانباز اور ثریا جیسے ناولوں میں انھوں نے خواتین اور معاشرے کی اصلاح اور بہبود کو خاص مرکوز کیا ہے ایک باشعور عورت بھرپور انداز سے اپنے معاشرتی مسائل سے نبرد آزما ہوسکتی ہے تعلیم یافتہ عورت باشعور ہے اپنے معاشرتی مسائل پر گہری نگاہ رکھتی ہے لیکن وہ بے جا بے باک نہیں ہے۔ وہ تعلیم حاصل کرتی ہے لیکن اس انداز سے کہ کوئی اس پر اعتراض نہیں کرسکتا یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ نذر کی ہیروئین معاشرے کی خواتین کو اپنے جیسا بننے کی دعوت دیتی ہے۔

حجاب النساء امتیاز ایک روشن خیال خاتون ہے آپ کے دو ناول سامنے آئے ہیں۔

1۔ میری ناتمام محبت

2۔ ظالم محبت

ان دونوں ناولوں کا موضوعاتی دائرہ بہت وسیع ہے اگرچہ اس کا موضوع جذبہ محبت ہے لیکن یہ مکمل رومانی ناول نہیں ہے اس میں معاشرتی مسائل، رسم و رواج، اخلاقی اصول و اقدار کو خاص انداز سے بیان کیا ہے اس ناول میں تین نسلوں کا ذکر ملتا ہے ایک وہ لوگ جو زندگی کے تمام اتار چڑھاؤ دیکھ چکے ہیں اور اپنے قدیم روایات کو سب سے مقدم جانتی ہیں اور اس میں کسی بھی طرح سے سمجھوتے کے قائل نہیں ہیں۔

دوسری نسل جو نئی نسل ہے یہ آزادی کی خواہاں ہے اور اقدار و روایات کو خود کے لیے پابندی تصور کرتے ہیں اور تیسری نسل وہ ہے جو نئی اور پرانی کے درمیان تھی یہ نسل اور روایات کی بھی حامی تھی اور نئی نسل کی آزادی کے جذبات کو بھی اہم جانتی تھی۔

حجاب نے ان نسلوں کے فرق سے معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل کو خوبصورتی سے اپنے ناولوں میں سمویا ہے۔

بقول سجاد حیدر یلدرم:

"اس مصنفہ کے افسانے محض عورتوں اور لڑکیوں کے لیے نہیں ہوتے وہ سب کے لیے ہیں۔"12

اس ناول کے کردار اگرچہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں لیکن پھر بھی قربانی اپناتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اقدار و روایات کو مقدم جانتے ہیں اس ناول کی ہیروئین اپنے حق کے لیے آواز ضرور بلند کرتی ہے لیکن اقدار روایات کی خاطر قربانی کے جذبے سے سرشار ملتی ہے۔

قاضی عبدالغفار کا ناول لیلیٰ کے خطوط اپنی طرز کا انوکھا ناول ہے اس میں خط و کتابت کے ذریعے کہانی بیان کی گئی ہے۔ اس میں لیلیٰ کی زبانی مردوں کے معاشرے کی تلخ حقائق پیش کی ہیں۔ اس عورت کی چوکھٹ پر ہر قماش، عہدے اور حیثیت کا مرد آتا ہے اور لیلیٰ کو ایسے لوگوں سے مل کر جہاں سماجی شعور ملتا ہے وہیں مرد کی فطرت، اس کی ذہنیت اس کی چالبازی کا تجربہ بھی ملتا ہے۔ اس ہی تجربے کے تحت وہ خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں، زیادتی اور حقوق سے محرومی کا احساس جگاتی ہے۔

"میری تجارت کا اشتہار میرے گلے میں آویزاں ہے۔ میری پیشانی پر کندہ ہے؟ دنیا استہزاء کرتی ہے منہ چڑاتی ہے میرے منہ پر تھوکتی ہے طرح طرح سے میری تحقیر کرتی ہے اور پھر مجھ کو ہی خریدتی ہے۔ دن بھر گہنگاروں، سیاہ کار، زانیہ کو سنگسار کرتی ہے اور رات کو میرے قدموں پر سر رکھ دیتی ہے۔"13ـ

لیلیٰ کے کردار میں دو متضاد پہلو ملتے ہیں ایک معاشرے میں مروج مرد کے دوہرے معیار کی وجہ سے مرد سے نفرت کرتی ہے تو دوسرا اس کے دل میں ایک باعزت زندگی کی خواہش ہے وہ چاہتی ہے کہ کوئی ایسا ہو جو اس سے سچے دل سے محبت کرے اس سے شادی کرے گھر گھرستی عطا کرے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت سے بھی واقف ہے کہ معاشرے مین تمام مرد یکساں نہیں ہیں کہیں کہیں اچھائی کے کچھ پہلو بھی باقی ہیں۔

وہ اپنی زندگی کے سارے اتار چڑھاؤ اور خواہشات کو شعور اور آگاہی کی روشنی پر پرکھتی ہے اور اپنی زندگی کا تجزیہ کرتی ہے وہ اپنی گندگی، ذلت کے بعد بھی انسانیت اور عورت کے درجے سے نہیں گری اور شاید یہی عورت کی فطرت اور اس کی معراج ہے۔

منشی پریم چند کا شمار ادب کے حقیقت اور واقعیت نگار کے طور پر ہوتا ہے۔ انھوں نے دیہات کی زندگی وہاں کے مسائل کو موضوع بنایا۔ پریم چند نے جن تحریکات کا اثر لیا ان میں برہمن سماج اور آریہ سماج اہم ہیں۔ پریم چند کے ناولوں میں بھی یہی تحریکات ملتی ہیں۔ پریم چند لکھتے ہیں۔

"ادب محض دل بہلانے کی چیز نہیں ہے دل بہلاؤ کے سوا اس کا کچھ اور بھی مقصد ہے۔ اس کو ان مسائل سے دلچپی ہے جن سے سوسائٹی یا سوسائٹی کے افراد متاثر ہوتے ہیں۔"

پریم چند نے عورتوں کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کے سخت خلاف تھے وہ ذاتی طور پر عورتوں کی اصلاح چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے ناولوں میں عورتوں کا کردار بہت مضبوط اور نمایاں ہے پریم چند تعلیم نسواں کے ساتھ ساتھ حقوق نسواں کے بھی علمبردار ہیں۔ عورتوں کے جذبات اور احساسات کی اتنی مکمل اور حقیقی ترجمانی پریم چند کے ہاں ملتی ہے بیوہ، نرملا، بازار حسن، میدان عمل، گئودان وغیرہ اہم ناول ہیں۔ ان ناولوں میں ہیروئین کا کسی خاص طبقے سے تعلق نہیں ہے البتہ اس کے اعمال و افعال اسے خاص بنا دیتے ہیں یہ ہمت حوصلہ اور عظمت کی اہم مثال ہے۔ وہ خود سے منسلک افراد کے ساتھ کسی قسم کا استحصال برداشت نہیں کر سکتی اگرچہ اس میں ظلم سے ٹکرانے کی طاقت نہیں ہے لیکن اپنے اندر ہمت ضرور رکھتی ہے۔

عصمت چغتائی کا تعلق ادب کی ترقی پسند تحریک سے تھا۔ اس زمانے میں بہت سے ایسے مسائل و موضوعات تھے جن پر قلم اٹھانے سے مرد حضرات کتراتے تھے ان پر بھی عصمت نے بے دھڑک قلم اٹھایا انھوں نے متوسط طبقے کی خواتین کے گھریلو ازدواجی زندگی اور مسائل کا بہت گہرا مشاہدہ کیا خواتین اور لڑکیوں کے ذہنی اور نفسیاتی مسائل کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ ان کی تحریروں میں شوخ و شریر پریشان لڑکیاں ملتی ہیں تو ساتھ ہی چار دیواری میں مقید بڑی عمر کی بیگمات بھی ہیں۔ ان کے نسوانی کردار مظلومیت اور بے کسی کی علامت ہیں ضدی، ٹیڑھی لکیر وغیرہ اہم ناول ہیں۔

ناول کی ابتداء سے لے کر آزادی تک کا اگر جائزہ لیا جائے۔ ناول تو وقت کے ساتھ ساتھ جس طرح ترقی یافتہ ہوتا گیا اسی طرح اس کی ہیروئین بھی معاشرتی حوالے سے تبدیلی کا اثر قبول کرتی رہی ابتدائی ہیروئین صرف گھر اور گھرستی کی ہیروئین تھی اس کا سلیقہ اس کی سمجھداری اس کا طرہ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ گھر گھرستی کے ساتھ ساتھ تربیت کرنا اور دیگر لڑکیوں کی اصلاح اور تعلیم پر توجہ دے کر معاشرے کی خواتین کی اصلاح کی تاکہ انہیں معاشرے میں ایک اچھا مقام حاصل ہو سکے وہ اپنی زندگی بہتر انداز سے گزار سکیں۔ امراؤ جان ادا اصلاحی ناول کے بعد ایک نیا موڑ تھا اس نے معاشرے کے افراد کو سوچ اور فکر کی دعوت دی اس کی ہیروئین معاشرے کے طبقہ اشرافیہ کے لیے سوالیہ نشان ہے اس کا شمار طبقہ اشرافیہ سے نہیں لیکن امراء اور شرفاء اس کی چوکھٹ پر جانا فخر سمجھتے ہیں وہ اپنے چاہنے والوں سے دھوکہ دہی نہیں کرتی اس کے اندر کی عورت زندہ ہے۔ امیرن زندہ ہے وہ زندگی کو گھر کی چار دیواری میں شوہر کے تحفظ میں گزارنا چاہتی ہے وہ اگرچہ بازار میں ہے لیکن اس کی روح ابھی زندہ ہے اچھے وقت کی متلاشی ہے رسوا سے آگے بڑھتے ہیں تو شرر کے ناول کی ہیروئین ایک نئے طرز سے کھڑی ملتی ہیں ان میں کچھ کرنے کا جذبہ ہے کچھ پانے کی لگن ہے۔ وہ گھریلو امور سے باہر نکل کر سلطنتی امور کی دیکھ بھال کرتی ہے وہ مصلح ہے، شیر ہے، انتظامی امور کی مشاورت ہو یا میدان جنگ میں سپاہیوں کی حوصلہ افزائی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھاتی ہے پھر اس کے بعد ہمیں کچھ رومان پرور ہیروئین ملتی ہیں جو زندگی میں اپنی مرضی کے فیصلے کرنا چاہتی ہیں وہ زندگی کو اپنے انداز سے گزارنا چاہتی ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ شادی جیسے فیصلوں پر اپنی پسند کو ترجیح دیتی ہیں۔

برصغیر میں عورت خواہ ہندو ہو یا مسلمان اس سے حیاء، رواداری، قربانی، اطاعت گزاری اور وفا جیسی خصوصیات کا تقاضہ کرتے ہیں۔ ان ہی خصوصیات کی بناء پر عورت ایک ہیروئین کا روپ اختیار کرتی ہے جس کی اپنی ایک پہچان اور شناخت ہے ہمارے ادب کی جو ہیروئین ہے وہ اپنی صفات اور خصوصیات کی بناء پر قابل تحسین ہے اور قابلِ تقلید ہے ناول کے موضوعات معاشرے اور ہیروئین کے گھر کے درمیان کی کڑی ہے وہ ایک ماں ہے بیوی ہے بیٹی ہے بہن ہے وہ اپنے روایات سے بغاوت نہیں کرتی لیکن اپنے وجود اور ہستی سے ناآشنا نہیں ہے وہ گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی سماجی ذمہ داریوں سے بھی واقف ہے اپنے ایک خاص فلسفے کے تحت زندگی گزارتی

ہے ان کے اپنے خاص نظریات ہیں وہ اپنی زندگی کو برتنا جانتی ہیں۔ اپنے راستے کو بنانے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔ کبھی پسپا ہو کر کہیں قربانی دے کر حالات سے مفاہمت کرتی ہیں۔

اصغری، نسیمہ، حسن آراء، نرملا، روحی، یاسمین، کملا، سمن، سکھدا، اشرف النساء، راحت یہ سب ہماری ہیروئین ہیں جو اپنی روایات کی پاسداری کرتی نظر آتی ہیں وہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہو یا باہر اپنی حدود کا تعین کرتی ہیں اور اس حدود میں ہی رہتی ہیں ان کا مذہب کچھ بھی ہو روایتی حیا اور اخلاقی اقدار سے انحراف نہیں کرتیں۔

حالات و واقعات کو سدھارنا چاہتی ہے اور اس کے لیے پر عزم ہے گھر اور گھرستی کی بہتری کے لیے ہر مشکل اور قربانی دینے کو تیار ہے۔ یہ ہمارے ادب کی وہ ہیروئین ہیں جن کا معاشرہ سے بڑا راست اور گہرا تعلق ہے انہوں نے معاشرے سے مسائل اٹھائے اور ان کا حل پیش کیا۔ ان کا اثر معاشرے پر قائم ہوا ہر طبقہ ان سے متاثر ہوا اور ان کا اثر قبول کیا۔

جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا جا تا رہا ہیروئین زیادہ زندگی کی حقیقت سے قریب تر ہوتی نظر آتی ہے اب اس نے اپنے حقوق کی حفاظت کرنا سیکھ لیا ہے وہ اپنے حق کے لیے لڑنا جان چکی ہے اپنا استحصال اسے کسی صورت گوارہ نہیں ہے اپنی عزت اس کے لیے سب سے مقدم ہے وہ اب صحیح اور غلط کی جنگ میں حق کا ساتھ دیتی ہے باطل سے نفرت کرتی ہے اس کی یہ نفرت اور حق کی تلاش اس کے اندر ایک بغاوت پیدا کر دیتی ہے اور اب وہ باغی روپ میں سامنے آتی ہے۔

ناول کے اس سفر میں ہیروئین کے بدلتے ہوئے روپ ہمارے سامنے آتے ہیں ابتداء میں وہ شرم و حیاء کا پیکر ہے اس کا حسن اور سلیقہ اس کا زیور ہے۔ پھر کچھ اصلاح کے بعد اس میں کچھ سمجھداری آتی ہے وہ سلیقے سے دیگر انتظامات سنبھالتی نظر آتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی وفادار ہے اپنے سسرالیوں کی خیر خواہ لیکن اب تک جو کچھ کرتی ہے چار دیواری میں رہ کر کرتی ہے۔ وقت کے ساتھ ضروریات بدلیں، تقاضے بدلے تو ہیروئین کی سوچ اور ترجیحات میں بھی بدلاؤ آتا ہے وہ گھر سے نکلتی ہے تعلیم حاصل کرتی ہے مخلوط اداروں میں پڑھتی ہے اپنے اندر کے اعتماد کو بحال کرتی ہے۔ آہستہ آہستہ تعلیم اور مذہب سے اس کی واقفیت سے حقوق کا احساس دلاتی ہے بالآخر اس میں شعور بیدار ہوتا ہے وہ حق کے لیے لڑنے کی ہمت کرنے لگی ہے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے اس پر حوصلہ اسے گھر سے باہر رہنماؤں کی فہرست میں لے آتا ہے اور بالآخر وہ معاشرہ میں ایک رہنما کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن چونکہ معاشرہ اسے اس کے حقوق نہیں دیتا اس کا کسی نہ کسی صورت میں استحصال ہو رہا ہے یہ استحصال اس کو بغاوت کی جانب راغب کر دیتا ہے۔

ہیروئین میں بدلاؤ آیا ہے وہ معاشرے کی نمائندہ ہے معاشرے کا رول ماڈل ہے معاشرے سے براہ راست اثر لے رہی اور دے رہی ہے اس کا تاثر معاشرے میں اہمیت رکھتا ہے اس کا انداز معاشرتی خواتین کو ایک نئی راہ دکھاتی ہے اسے اپنی زندگی کی بہتری کے مواقع ملتے ہیں۔

حواشی

۱۔ English – Urdu Dictionary, Volume third H.N Durean for promotion of Urdu Ministry of Human resources Development Govt. of India Page # 93

2۔ فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ص1461

3۔ American Heritage dictionary of the English Language 4th Edition, published by haughtier Mifflin Company up date 2009

4۔ مولوی نذیر احمد، لیکچروں کا مجموعہ، جلد دوم، لیکچر39، مفید عام آگرہ، طبع دوم، 1918ء

5۔ احتشام حسین، ذوق ادب اور شعور، لکھنو ادارہ فروغ اردو، 1995، ص۔35

6۔ الطاف حسین حالی(مرتبہ: صالح عابد حسین)، مجالس النساء، مکتبہ جامعہ دہلی، 1971ء، ص22

7۔ صفیر بلگرامی، جوہر مقالات، مطبع نور انور آراء، 1887ء

8۔ سید افضل الدین، فسانہ خورشیدی، یونین پریس پٹنہ، 1886ء

9۔ رتن ناتھ سرشار، فسانہ آزاد، جلد اول، مکتبہ اسلوب، کراچی 1916ء، ص۔322

10۔ مرتبہ وقار عظیم، مقدمہ فردوس بریں، لاہور، ص۔3

11۔ مرزا ہادی رسوا، امراؤ جان ادا، الفیصل، لاہور، 2003ء، ص۔203

12۔ حجاب امتیاز، مقدمہ ناول ظالم محبت، دارلاشاعت 1960ء، ص۔6

13۔ قاضی عبدالغفار، لیلیٰ کے خطوط، یو پبلشرز، لاہور، 2001ء، ص۔72

1. English – Urdu Dictionary, Volume third H.N Durean for promotion of Urdu Ministry of Human resources Development Govt. of India Page # 93

2. Feroz Uddin, feroz-ul-lughaat, feroz sons, Page # 1461

3. American Heritage dictionary of the English Language 4th Edition, published by haughtier Mifflin Company up date 2009

4. Molvi Nazeer Ahmed, collection of lectures, vol 2 lecture 39, Muffeed aam Aagrah, education 2, 1981.

5. Ahtashaan Husain, Zooq, literature and consciousness , 1995, Page # 35

6. Altaf Hussain Hali, (compiled, Soleha Abid Hussain) Majalis-un-Nisa, Maktaba Jamia Delhi, 1971, Page# 22

7. Safeer Bilgrami, Johar Maqalaat, Matba Noor-ul-Anwaar , Aara, 1887

8. Syed Afzal-ud-din, fasana-e-khursheedi, Union Press Patna, 1886

9. Ratan Nath Sarshar, Fasana-e-azaad, Vol. 1, Maktaba Asloob, Karachi 1916, Page# 322

10. Complied, Waqar Azeem, preface firdoos-e-bareen, Lahore, Page# 03

11. Mirza Hadi Ruswa, Umrao Jan-e-ada, Al faisal, Lahore, 2003, Page# 203

12. Hijab Imtiaz, Preface, Novel Zalim Muhabbat, Dar-ul-Ashaat, 1960, Page # 06

13. Qazi Abdul Ghaffar, Laila ke Khatoot, U Pubishers, Lahore, 2001, Page # 72